کمالِ علم کا اثبات بھی ہے۔اللہ پاک غافل نہیں ہے، کیونکہ اس کا علم انتہائی اکمل و مکمل ہے۔[ابن العثيمين] جیسے فرمایا:﴿وَلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ اَحَدًا﴾ ''اور تیرارب کسی پر ظلم نہیں کرتا۔'' اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات مقدس سے ظلم کی نفی فرمائی۔ظلم کی نفی عدل کے کمال کی وجہ سے ہے۔﴿وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعْجِزَهٗ مِنْ شَيْءٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ﴾ اللہ پاک کی ذاتِ مقدسہ سے عجز و بے بسی کی نفی' اس کے کمالِ قدرت کی وجہ سے ہے۔﴿لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ﴾ اونگھ اور نیند کی نفی' کمالِ حیات و قیومیت کی وجہ سے ہے۔

وہ صفت سلبی جس میں صرف نفی ہو،اس میں کوئی مدح اور خوبی نہیں ہوتی۔اسی لیے قرآن وسنت میں اللہ رب العزت کی ذات مقدسہ کے بارے میں جتنی صفات سلبیہ وارد ہوئی ہیں،ان میں صرف نفی نہیں ہوتی؛ بلکہ اس کے ضد میں کمال کا اثبات بھی شامل ہوتا ہے۔

اس موضوع پر مزید معلومات کے لیے دیکھیے:[شرح العقيدة الطحاوية]

وقت کی قدر کیجیے!

- دنیا میں جس قدر کامیاب اور نامور ہستیاں گزری ہیں، ان کی کامیابی اور ناموری کا راز صرف وقت کی قدر اور اس کا صحیح استعمال تھا۔
- وقت کو غیر مفید باتوں میں صرف نہ کرو؛ کیونکہ وقت کے لمحہ لمحہ کا حساب تمہیں دینا پڑے گا۔
- وقت کو ضائع کرنا ایک طرح کی خودکشی ہے۔فرق صرف اتنا ہے کہ خودکشی ہمیشہ کے لیے زندگی سے محروم کر دیتی ہے؛ جبکہ وقت کا ضیاع ایک محدود عرصے تک زندہ کو مردہ بنا دیتا ہے۔
- وقت وہ قیمتی سرمایہ ہے جو ہر شخص کو قدرت کی طرف سے یکساں عطا ہوا ہے۔جو لوگ اس سرمائے کو موقع کی مناسبت سے کام میں لاتے ہیں، وہی زندگی کی کامیابیاں حاصل کرتے ہیں۔
- وقت پر تھوڑی سی محنت کر لینا بے وقت کی بہت سی تکالیف سے بچا لیتا ہے۔
- دنیا کی تمام اشیاء ضائع ہو جانے کے بعد پھر دستیاب ہوسکتی ہیں؛ لیکن ضائع شدہ وقت کبھی واپس نہیں آتا۔

درس حدیث شریف

مناسکِ عمرہ وحج

عبدالوهاب خان

عن جابر بن عبداللهؓ قال: قال رسولُ اللهِ ﷺ ''لِتَأخُذوا مَناسِكَكُم؛ فإنّي لا أدري لَعَلّي لا أحُجُّ بعدَ عامي هذا'' ''اپنے مناسک (حج وعمرہ کے احکام) سیکھ لو؛ بیشک مجھے علم نہیں کہ شاید میں اس سال کے بعد حج نہ کر پاؤں۔''

[صحیح مسلم ح:١٢٩٧(٣١٠)، أبوداؤد ح:١٩٧٠، النسائي ح:٣٠٦٢،مسند أحمد ح:١٤٤١٩، ١٤٦١٨]

اہل اسلام کو قرآن وسنت کی روشنی میں معلومات حاصل کرنا چاہیے کہ عبادت کی قبولیت کے لیے شریعت میں کیا کیا شرائط ہیں، تاکہ شرعی تقاضوں کے مطابق عمل صالح انجام دے کر ثوابِ الٰہی سے سرفراز ہو سکے۔

﴿اِنَّ اَوَّلَ بَیۡتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیۡ بِبَکَّۃَ مُبٰرَکًا وَّهُدًی لِّلۡعٰلَمِیۡنَ ۞ فِیۡهِ اٰیٰتٌۢ بَیِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبۡرٰهِیۡمَ وَمَنۡ دَخَلَهٗ کَانَ اٰمِنًا﴾ [آل عمران ٩٦-٩٧] یقیناً حج وعمرہ وغیرہ بعض اہم عبادات حضرت ابراہیم خلیل الرحمٰن علیہ السلام کے دورِ مبارک سے عرب میں مسلسل رائج تھے: ﴿وَاَذِّنۡ فِی النَّاسِ بِالۡحَجِّ یَاۡتُوۡکَ رِجَالًا وَّعَلٰی کُلِّ ضَامِرٍ یَّاۡتِیۡنَ مِنۡ کُلِّ فَجٍّ عَمِیۡقٍ ۞﴾ [الحج ٢٧]

مشرکین عرب تمام تر شرکیات، بدعات اور خرافات کے باوجود اکیلے اللہ تعالیٰ کو خالق ومالک مانتے تھے۔ نماز پڑھتے، خانہ کعبہ شریف، حدودِ حرم اور اشہر الحرم کا احترام کرتے اور ان حرمتوں کی پاسداری میں اللہ تعالیٰ سے ثواب کی امید رکھتے تھے۔ ان مشترکہ اقدار کے باوجود اللہ تعالیٰ نے انہیں مسجد الحرام کے قریب پھٹکنے کی اجازت نہ دی۔ ظاہر ہے کہ مذکورہ عبادتیں ان کے شرک اور بدعت کی وجہ سے ضائع اور رائیگاں ہیں۔

﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَطِیۡعُوا اللّٰهَ وَاَطِیۡعُوا الرَّسُوۡلَ وَلَا تُبۡطِلُوۡۤا اَعۡمَالَکُمۡ ۞﴾ [محمد ٣٣]

اس آیت کریمہ میں رب ذوالجلال نے اہل ایمان پر ذات باری تعالیٰ اور رسول اکرم ﷺ کی اطاعت لازم فرمائی اور اس حکم کی مخالفت پر اعمالِ حسنہ کے باطل ہونے کی یقین دہانی فرمائی۔ لہٰذا عبادت کی قبولیت کے لیے قرآن وسنت کی مطابقت شرط ہے۔ ﴿وَمَاۤ اُمِرُوۡۤا اِلَّا لِیَعۡبُدُوا اللّٰهَ مُخۡلِصِیۡنَ لَهُ الدِّیۡنَ حُنَفَآءَ﴾ [البینة ٥] اس آیت کریمہ میں

حکم فرمایا کہ اللہ پاک کی عبادت پورے خلوص کے ساتھ ادا کی جائے۔

فرمان نبوی ہے: ''اِنّ اللہَ طَیِّبٌ لا یقبَلُ إلا طیبًا'' [مسلم ۱۰۱۵] ''بیشک اللہ پاک ہے اور پاکیزہ چیز کے علاوہ قبول نہیں فرماتا۔'' حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''إذا خرجَ الرجلُ حاجًّا بِنفقةٍ طیبةٍ ووضعَ رِجلَه في الغرزِ فنادیٰ: ''لَبَّیکَ اللّٰھُمَّ لبیکَ'' ناداہُ مُنادٍ مِن السماءِ: ''لَبَّیکَ وَسَعْدَیکَ، زادُکَ حلالٌ وراحِلتُکَ حلالٌ، وحجُّکَ مَبرُورٌ غیرُ مَأذُورٍ'' وإذا خرجَ الرجلُ بالنفقةِ الخبیثةِ فوضعَ رِجلَه في الغرزِ فنادیٰ ''لَبَّیکَ اللھمّ لَبَّیکَ'' ناداہُ منادٍ مِن السماءِ: ''لا لَبَّیکَ ولا سَعْدَیکَ، زادُکَ حرامٌ ونفقَتُکَ حرامٌ وحَجُّکَ غیرُ مَبرورٍ'' [الطبراني]

آیات کریمہ اور احادیث شریفہ سے ثابت ہوا کہ عبادت کی قبولیت کے لیے درج ذیل شرائط ہیں:

(۱) تصحیح عقیدہ و رسوخ توحید (۲) اتباع سنت نبویہ (۳) دل میں خلوص نیت (۴) مال کی حلت۔

رسول اللہ ﷺ نے رمضان ۸ ھ میں مکہ مکرمہ فتح کیا۔ اور اللہ پاک کے حکم سے چار ماہ تک عام اہل مکہ کو امن وتحفظ عطا فرمایا: ﴿فَسِیحُوا فِی الْاَرْضِ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ﴾ [التوبة ۲] اس رعایت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ذوالحجہ ۸ ھ میں مشرکین عرب نے اپنے روایتی طریقے پر حج کیا۔ اگلے سال ۹ ھ میں حج بیت اللہ کی امامت وقیادت کے لیے مدینہ طیبہ سے اپنا نمائندہ بھیج دیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی امامت میں اہل اسلام کے علاوہ مشرکین کو بھی حج کرنے کا موقع ملا۔ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی مدینہ سے روانگی کے بعد سورۃ التوبۃ نازل ہوئی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو پیچھے بھیج کر دوران حج یہ اعلان کرایا کہ اگلے سال سے مشرکین کو مسجد الحرام کے حدود میں داخلے کی اجازت نہیں ہے: ﴿یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ فَلَا یَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هٰذَا﴾ [التوبة ۲۸]

اللہ کے رسول ﷺ نے ۱۰ ھ کو حج کرنے کا اعلان فرمایا۔ اردگرد سے ہزاروں لوگ مدینہ امڈ آئے، تاکہ آپ ﷺ کی معیت میں فریضہ حج ادا کرسکیں۔ اسی حج میں رمی جمرات کے دوران آپ ﷺ نے زیر درس حدیث میں مسنون طریقے کی تعلیم کا سبب ارشاد فرمایا: ''تاکہ تم لوگ اپنی عبادت کے احکام سیکھ لیں، شاید یہی حجۃ الوداع ہو۔''

حج کی فرضیت: حج بیت اللہ شریف دین اسلام کے پانچ بنیادی ارکان میں سے ایک ہے۔ فرمانِ الٰہی ہے: ﴿وَلِلّٰهِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْهِ سَبِیْلًا وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِیٌّ عَنِ الْعٰلَمِیْنَ ۝﴾ [آل عمران]

حضرت عبداللہ بن عمر ﷜ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''بُنِيَ الإسلامُ علی خمسٍ شهادةِ أن لآ إلهَ إلا اللهُ وأنَّ محمدًا رّسولُ اللهِ وإقامُ الصلاة وإيتاءُ الزكاةِ وصومُ رمضانَ وحجُّ بيتِ اللهِ الحرامِ''[متفق عليه] ۹۷

امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق ﷜ نے اعلان کیا: ''میں نے ارادہ کرلیا ہے کہ ان (مفتوحہ) شہروں کی طرف نمائندے بھیج کر معلوم کرلوں؛ جس کسی نے گنجائش کے باوجود حج ادا نہیں کیا ہے، میں ان پر ٹیکس عائد کردوں۔ وہ مسلمان نہیں، وہ مسلمان نہیں۔'' امیر المؤمنین حضرت علی ﷜ کا ارشاد ہے: ''جو کوئی استطاعت کے باوجود حج ادا نہ کرے، تو چاہے یہودی کی موت مرے یا نصرانی کی۔''

فریضۂ حج کی ادائیگی میں تاخیر نہ کی جائے: حضرت عبداللہ بن عباس ﷜ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''تَعَجَّلُوا إلى الحجّ - يعني الفريضةَ - فإنّ أحدَكم لا يَدري ما يُعرَضُ لهُ''[مسند أحمد ۳۱۴/۱ وصححه الألباني في صحيح الجامع۲۹۵۷، التراث ۴۷/۲۰، ۳۳/۲۸] ''حج کا فریضہ ادا کرنے میں جلدی کرو؛ یقیناً تم میں سے کسی کو معلوم نہیں کہ (آئندہ) اسے کیا رکاوٹ پیش آئے گی۔''

حضرت ابوسعید ﷜ اور ابوہریرہ ﷜ کی حدیث قدسی میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''إنّ اللهَ يقولُ: إنَّ عبدًا صحَحتُ لهُ جِسمَهُ ووَسَّعتُ عليهِ في المعيشةِ تمضي عليهِ خمسةُ أعوامٍ لا يفدُ إليَّ لَمحرومٌ'' [مسند أبي يعلى، صحيح ابن حبان وصححه الألباني في الصحيحة ۱۶۶۲، التراث ۶۰/۴۹] ''بیشک اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: یقیناً ایسا بندہ جس کو میں نے جسمانی صحت اور اقتصادی گنجائش عطا کی، پھر اس پر پانچ سال گزر جائیں اور میری بارگاہ کی طرف روانہ نہیں ہوا، وہ بلاشبہ (توفیق خیر سے) محروم ہے۔'' اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ حصولِ استطاعت کے بعد پانچ سال کے اندر فریضہ حج ادا کرنا لازمی ہے، مزید تاخیر کی صورت میں بندہ گناہگار ہوگا۔

حج زندگی میں کتنی مرتبہ کرنا فرض ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے اس کی وضاحت میں فرمایا ہے: ''الحجُّ مرةٌ، فما زادَ فهو تطوّعٌ''[سنن الدارمي ح:۱۸۲۹، ۱۸۳۰، مسند أحمد ح:۲۳۰۴]

حج کی تیاری کے لوازمات

{1} تقویٰ کی تاکید: آدمی جب حج کا ارادہ کرے، تو اسے چاہیے کہ تقویٰ کا خاص اہتمام کرے اور اہل خانہ وعزیز واقارب کو بھی تقویٰ کی تلقین کرے۔ ''تقویٰ'' کا پہلا درجہ یہ ہے کہ ہر اس کام سے پرہیز کیا جائے، جو اللہ تعالیٰ اور اس کی مخلوق کو پسند نہ ہو۔ اور دوسرا درجہ یہ ہے کہ ہر وہ کام کرلیا جائے جو اللہ تعالیٰ اور اس کی مخلوق کو پسند ہو۔

الغرض حقوق الٰہی اور حقوق الناس میں شریعت کی پابندی کرنا چاہیے اور قرض وغیرہ لین دین کو صاف کر لینا چاہیے۔

{2} حقوق الناس سے براءت: فرمانِ نبوی ہے: ''مَن كانت عِندَه مظلِمةٌ لأخيهِ فلْيَتحلَّلْه مِنها، فإنّه ليسَ ثَمّ دينارٌ ولا درهمٌ، مِن قَبلِ أن يُؤخَذَ لأخيهِ مِن حسناتِه، فإن لم يكنْ لهُ حسناتٌ أخِذَ مِن سيِّئاتِ أخيه فطُرِحَتْ عليهِ'' [صحيح البخاري ح:٦٥٣٤] جس کسی نے اپنے بھائی پر کوئی ظلم کرلیا ہو، تو اسے اپنی زیادتی سے چھٹکارا حاصل کر لینا چاہیے، اُس دن کوئی دینار ہوگا نہ درہم؛ اس سے پہلے کہ اس کی نیکیوں میں سے لے کر اس کے بھائی کو دی جائیں، اگر اس کے ہاں نیکیاں نہ ہوں تو مظلوم بھائی کے گناہ اس پر لاد دے جائیں۔''

{3} ہر معاملے میں اتباع سنت: فرمانِ الٰہی ہے: ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِىْ رَسُوْلِ اللهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُو اللهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللهَ كَثِيْرًا﴾ اور حج وعمرہ کو مبرور بنانے کے لیے تو اس کا نہایت شدت سے اہتمام کرنا چاہیے؛ کیونکہ یہ قبولیت کے لیے نہایت اہم ہے۔

{4} سفر پر روانگی: اہل خانہ کو تقویٰ کی وصیت کرنا، خیر سگالی اور دعاؤں کا تبادلہ کرنا چاہیے۔ سفر خرچ کا بھی پورا بندوبست کرنا چاہیے: ﴿وَتَزَوَّدُوْا فَاِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى﴾ [البقرة١٩٧] البتہ دورانِ حج تجارت، مزدوری وغیرہ بھی کرنے کی اجازت ہے: ﴿لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَبْتَغُوْا فَضْلاً مِّنْ رَّبِّكُمْ﴾ [١٩٨]

بِسْمِ اللهِ پڑھتے ہوئے سواری پر قدم رکھ کر دعائے سفر پڑھنا چاہیے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ رکاب میں پاؤں رکھ کر یہ دعا فرماتے تھے: ''اللهُ أكبرُ اللهُ أكبرُ اللهُ أكبرُ ﴿سُبْحَانَ الَّذِىْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ ○ وَاِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ ○﴾ ''اللهمّ إنّا نسألُكَ فِي سَفرِنا هٰذا البِرَّ وَالتَّقْوٰى ومِن العملِ ما ترضىٰ، اللّهم هَوِّنْ علينا سفرَنا هٰذا وَاطْوِ عَنَّا بُعْدَهُ، اللّهم أنتَ الصاحبُ في السفرِ والخليفةُ في الأهلِ، اللّهمّ إني أعوذُ بكَ مِن وَعْثاءِ السفرِ وكآبةِ المنظرِ وسُوءِ المنقَلَبِ في المالِ والأهلِ'' [صحيح مسلم ح:١٣٤٢]

اشہرالحج: ﴿یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الْاَھِلَّةِ قُلْ ھِیَ مَوَاقِیْتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ﴾ [البقرة ۱۸۹]، ﴿اَلْحَجُّ اَشْھُرٌ مَّعْلُوْمَاتٌ﴾ [البقرة ۱۹۷] حج کے مہینوں میں حج یا عمرہ کی نیت کی جا سکتی ہے؛ یہ شوال، ذوالقعدہ اور ذوالحجہ کے دس دن ہیں۔ باقی مہینوں میں آنے والا عمرہ کی نیت ہی کرے گا۔

مواقیت: حج وعمرہ کی نیت ''میقات'' سے کی جاتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے پانچ میقات مقرر فرمائے ہیں:

(۱) ذوالحليفة اہل مدینہ کا میقات ہے، اسے آبارِ علي ؓ بھی کہتے ہیں۔ مکہ مکرمہ سے 430 اور مدینہ طیبہ سے 10 کلومیٹر فاصلے پر واقع ہے۔

(۲) الجُحفَة اہل شام کا میقات ہے، یہ بستی ویران ہے۔ اس لیے اس کے قریب رابِغ سے احرام باندھنے میں سہولت ہوتی ہے۔ یہ مکہ سے 201 کلومیٹر فاصلے پر ہے۔

(۳) قَرنُ المَنازِل ریاض کا میقات ہے۔ آج کل اسے السَّل کہتے ہیں۔ مکہ سے 78 کلومیٹر پر ہے۔

(۴) یَلَمْلَمْ اہل یمن کا میقات ہے۔ پاک وہند سے جدہ جانے والوں کا گزر بھی یہیں سے ہوتا ہے۔ یہ مکہ سے 120 کلومیٹر فاصلے پر واقع ہے۔

(۵) ذاتُ العرِق اہل عراق کا میقات ہے۔ اس وقت الغريبة کہتے ہیں، مکہ سے 100 کلومیٹر پر ہے۔

صفائی وپاکیزگی: حج یا عمرہ کی نیت کرنے سے قبل ناخن اور غیر ضروری بال وغیرہ سے پاکیزگی حاصل کرنا چاہیے۔ میقات پر پہنچ کر غسل کرے، عطر لگائے۔ پھر احرام پہن لے۔ احرام دو چادریں ہیں، ایک تہبند اور دوسری چادر کندھوں تک پہن لینی ہے۔ چادریں سادہ اور سفید ہوں تو بہتر ہے۔ ٹخنے ننگے ہونے چاہئیں، جوتے ٹخنوں سے نیچے تک ہی پہننے چاہئیں۔ پھر دو رکعت نفل نماز پڑھ کر نیت کے الفاظ ادا کرنے چاہئیں۔

خواتین کو بھی میقات سے غسل کر کے دو رکعت نماز پڑھ کر احرام کی نیت پڑھنی چاہیے۔ عذر ہو تو ایسے ہی نیت پڑھ لے۔ خواتین کو عام باوقار لباس میں احرام کی نیت کرنا چاہیے۔ مردانہ لباس یا کفار کی مشابہت اختیار کرنا اور زیب وزینت کا اظہار کرنا حرام ہے۔

حج کی تین قسمیں ہیں: (۱) إفراد: حج افراد کرنے والا میقات سے صرف حج کی نیت کرتا ہے اور عمرہ نہیں کرتا۔ اس صورت میں اس پر حج سے فارغ ہونے تک احرام کے احکام کی پابندی کرنا ضروری ہے۔ اور قربانی کرنا سنت ہے۔

حج افراد کی نیت ہے:''اللّٰھم لَبّیک حجًا''

(۲) تمتُّع: حج تمتع کرنے والا میقات سے صرف عمرہ کی نیت ''اللّٰھم لَبّیک عُمرةً'' پڑھ کے جائے گا اور مکہ شریف پہنچنے پر عمرہ کر کے احرام سے فارغ ہو جائے گا۔یہی زیادہ بہتر اور آسان طریقہ ہے۔

پھر ۸ ذوالحجہ کو اپنی رہائش گاہ سے حج کا احرام باندھے گا۔حج تمتع میں قربانی واجب ہے۔

(۳) قِران: حج قران میں میقات سے قربانی کا جانور ساتھ لینا یا آگے بھیجنا ہوتا ہے۔پھر حج اور عمرہ دونوں کی نیت پڑھے:''اللّٰھم لَبّیک حجًا وَّعمرةً'' پھر عمرہ اور حج دونوں سے فارغ ہونے تک احرام کی پابندی کرے۔

ہوائی جہاز کے مسافروں کو ایئر پورٹ سے ہی احرام پہن کر جانا مناسب ہے، البتہ نیت اس وقت پڑھے، جب میقات کے برابر پہنچ جائے۔

تکمیل حج وعمرہ: ''نیت'' دل کا عمل ہے۔البتہ ساری عبادات میں سے صرف حج اور عمرہ کی نیت زبان سے پڑھنا شرعی حکم ہے۔نیت کے بعد نفلی حج اور عمرہ بھی پورا کرنا واجب ہو جاتا ہے۔اور ان میں کسی کو نائب بنانے کی بھی اجازت نہیں ہے۔اگر کسی مجبوری سے یہ عبادت انجام نہ دے سکے، تو ایک قربانی بطور فدیہ دینا چاہیے۔فرمانِ الٰہی ہے: ﴿وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ فَاِنْ اُحْصِرْتُمْ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ﴾ [البقرة ۱۹۶] اگر کسی کو بیماری وغیرہ عذر کی وجہ سے حج وعمرہ پورا کرنے میں رکاوٹ کا خطرہ ہو، تو نیت کے ساتھ یہ شرط بھی بیان کرسکتا ہے:''فَإِنْ حَبَسَنِي حَابِسٌ فَمَحِلِّي حَيْثُ حَبَسْتَنِي'' پھر عذر کی وجہ سے یہ عبادت پوری نہ کر سکے، تو احرام کھولنے پر کوئی فدیہ نہیں پڑے گا۔

احکامِ احرام: حج وعمرہ شعائر الٰہی کی تعظیم کے ذریعے حصولِ تقویٰ کا اہم موقع ہے۔﴿ذٰلِكَ وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ ۝﴾ [الحج ۳۲]، ﴿فَمَنْ فَرَضَ فِيْهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوْقَ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ يَّعْلَمْهُ اللّٰهُ﴾ [البقرة ۱۹۷] احرام باندھ کر حج یا عمرہ کی نیت کرنے کے بعد بال کاٹنا، ناخن تراشنا، عطر لگانا، خشکی کا شکار کرنا، شکار میں تعاون کرنا، منگنی کرنا، نکاح کرنا اور شہوانی خواہش کی تکمیل، شہوانی باتیں کرنا اور لڑائی جھگڑا کرنا حرام ہے۔گناہ کے کاموں سے بالکل اجتناب کرنا چاہیے۔

مردوں کے لیے سلا ہوا کپڑا پہننا، سر ڈھانکنا اور جراب، موزے اور بوٹ سے ٹخنے ڈھانکنا حرام ہے۔

خواتین کے لیے دستانے اور چہرے پر برقعہ یا نقاب پہننا جائز نہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''لا تَنتَقِبِ المرأةُ المُحرِمَةُ ولا تلبَسُ القفّازينِ'' [البخاري ۱۸۳۸] البتہ بوقتِ ضرورت چادر چہرے پر لٹکا کر پردہ کرنا چاہیے۔ اور زیب وزینت کے بغیر سادہ لباس پہننا چاہیے۔ حضرت عائشہؓ کا بیان ہے: ''ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہوتی تھیں اور قافلے ہمارے پاس سے گزرتے تھے۔ جب وہ سامنے پہنچتے تو ہم سر کے اوپر سے چادر اپنے چہروں پر ڈال دیتی تھیں، جب گزر جاتے تو چادر ہٹا لیتیں۔'' [أبو داؤد ۱۸۳۳] اس وقت چادر چہرے سے چھوئے تو کوئی حرج نہیں۔

حالت احرام میں نہانا، سر دھونا، احرام بدلنا اور پسینہ پونچھنا جائز ہے۔ چھتری استعمال کرنا، خیمے یا درخت کے سائے میں بیٹھنا بھی جائز ہے؛ کیونکہ نبی اکرم ﷺ پر دورانِ حج سایہ کیا گیا اور وادی نمرہ میں ظہر تک خیمہ زن رہے۔

حدودِ حرم کے احکام: مکہ مکرمہ کے حدود میں کفار کا داخلہ حرام ہے۔ خودرو درخت یا سبزہ کاٹنا حرام ہے۔ پڑی ہوئی چیز اٹھانا بھی حرام ہے، سوائے اس شخص کے جو اس کا اعلان کرنے والے کو دے۔ فرمانِ نبوی ہے: ''فإنّ هذا البلدَ حرَّمَ اللهُ يومَ خلقَ السمٰوٰتِ والأرضَ وهو حرامٌ بحرُمةِ اللهِ إلى يوم القيامةِ...... لا يُعضَدُ شَوكُهُ ولا يُنفَّرُ صَيدُه ، ولا يَلتَقِطُ لُقَطتَه إلا مَن عَرَّفَها ولا يُختَلىٰ خَلاه'' [البخاري ۱۸۳٤]

منیٰ، مزدلفہ، شمسیہ، جعرانہ اور تنعیم حدودِ حرم میں داخل ہیں اور عرفات باہر ہے۔

دخولِ مکہ مکرمہ: محرم جب تلبیہ پڑھتے ہوئے مکہ مکرمہ پہنچ جائے، تو اس مقدس شہر میں غسل کر کے داخل ہونا چاہیے۔ پھر مسجد الحرام میں داخل ہوتے وقت دخولِ مسجد کی دعا پڑھتے ہوئے دائیں پاؤں پہلے رکھنا چاہیے۔ دخولِ مسجد کی دعا: ''بِسْمِ اللهِ والصلاةُ والسلامُ على رسولِ اللهِ رَبِّ اغفِرلي ذنوبي'' [الترمذي ح:٣١٤] أعوذُ باللهِ العظيمِ وبوجهِهِ الكريمِ وسُلطانِهِ القَديمِ مِنَ الشيطانِ الرّجيمِ [أبوداؤد ح:٤٦٦] ''اللّٰهم افتح لي أبوابَ رحمَتِکَ'' [مسلم ح:٧١٣] خانہ کعبہ شریف نظر آنے پر تلبیہ پڑھنا بند کرنا چاہیے۔

طوافِ کعبہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''الطوافُ بالبيتِ صلاةٌ'' [النسائي ح:٢٩٢٢] ''طواف نماز کی طرح عبادت ہے۔'' اس کے لیے نماز کی طرح شرائط ہیں۔ بسم الله والله أكبرُ کہتے ہوئے حجرِ اسود کو چوم لے، یا ہاتھ سے چھو کر اسے چوم لے۔ رش کی حالت میں اس کے سامنے آ کر اشارہ کر لے۔ کعبہ شریف کو بائیں طرف رکھ کر طواف کرے۔ اس دعا کے ساتھ طواف شروع کرنا بہتر ہے: ''اللّٰهم إيمانًا بِکَ وتَصدِيقًا بِكِتابِکَ ووَفاءً

بعهدك واتباعا لسنة نبيك محمد ﷺ''[] طوافِ قدوم میں مردوں کے لیے اضطباع اور پہلے تین چکروں میں رمل کرنا سنت ہے۔خواتین عام رفتار سے چلیں۔طواف کرتے ہوئے اذکارِ مسنونہ،تلاوتِ قرآن اور دعاؤں میں مصروف رہے۔ضرورت کے وقت بات کرنا بھی جائز ہے۔[سنن الدارمي ١٨٨٩]

رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان یہ قرآنی دعا پڑھنا سنت ہے: ﴿رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝﴾[البقرة ٢٠١] جب بھی حجر اسود کے بالمقابل پہنچے اسے بوسہ دے کر، ہاتھ لگا کر ورنہ اشارہ کر کے اللہ اکبر کہنا چاہیے۔طواف حجر اسود سے شروع اور اسی کے پاس پورا ہوگا۔

اب چادر دائیں کندھے پر بھی ڈال کر مقام ابراہیم علیہ السلام کے پیچھے طواف کی دو رکعت نماز ادا کرے۔﴿وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهِيْمَ مُصَلًّى﴾[البقرة ١٢٥] اس نماز میں سورة الکافرون اور سورة الإخلاص پڑھنا سنت ہے۔

پھر حجر اسود کا استلام کر کے کوہِ صفا کی طرف جائے،قریب پہنچ کر پڑھے: ﴿اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ﴾[البقرة ١٥٨] صفا پر چڑھ جائے اور کعبہ شریف کی طرف دیکھ کر حمد وثنا کرتے ہوئے پڑھے:''لآ إلٰه إلا اللهُ وَاللهُ أكبرُ، لآ إلٰه إلا اللهُ وَحدَهُ لا شريكَ لَهُ ، لَهُ الْمُلْكُ وله الحمدُ وهو علىٰ كُلِّ شَيءٍ قَدِيرٌ، لآ إلٰه إلا اللهُ وَحْدَهُ أنجزَ وَعدَهُ وَنصرَ عَبدَهُ وهزمَ الْاَحزابَ وَحْدَهُ''[مسلم ح:١٢١٨] ہاتھ اٹھا کر تین مرتبہ یہی دعا مانگے اور اس ذکر الٰہی کو دہرائے۔پھر ذکر الٰہی،تلاوت،درود اور دعائیں پڑھتے ہوئے صفا سے مروہ کی طرف چلے۔ سبز نشان والے دو ستونوں کے درمیان مردوں کو ہلکا سا دوڑنا چاہیے۔ذکر اور دعا کرتے ہوئے مروہ پر بھی وہی عمل کرے جو صفا پر کیا تھا۔پھر مروہ سے صفا تک ایسے ہی سعی کرے۔یہ دو چکر ہیں۔اس طرح ساتواں چکر مروہ پر ختم ہوگا۔سعی کے لیے طہارت شرعی شرط نہیں،اس لیے وضو ٹوٹنے کی صورت میں بھی سعی مکمل کرنا جائز ہے۔

سعی کی تکمیل پر سر کے بال منڈانے یا کٹوانے سے عمرہ پورا ہو جائے گا۔خواتین بالوں کے مجموعے میں سے ایک پورے کے برابر کاٹ لیں۔اس کے بعد حج تمتع والا احرام کے احکام سے آزاد ہو جائے گا۔

مکہ مکرمہ میں زیادہ سے زیادہ وقت عبادت الٰہی میں گزاریں۔خوب طواف کریں؛ یہ عبادت کسی اور جگہ کرنا حرام ہے۔درس اور وعظ سنیں۔نماز باجماعت کی پابندی کریں،نفلی نمازیں پڑھیں؛ خانہ کعبہ میں نماز کا ثواب ایک لاکھ گنا زیادہ ہے۔[ابن ماجه ١٤٠٦، أحمد ١٤٦٩٤] حصولِ اجر عظیم کے ان زرین مواقع کو غنیمت سمجھنا چاہیے۔

آغازِ حج: يوم التروية یعنی ٨ ذوالحجہ کو اپنے اپنے ٹھکانے سے صفائی و پاکیزگی کے لوازمات پورے کر کے احرام

باندھ کر دو رکعت نفل نماز پڑھنے کے بعد نیتِ حج کے الفاظ ادا کرنے چاہئیں۔ پھر بکثرت تلبیہ پڑھتے ہوئے منیٰ جانا چاہیے۔ منی میں رہ کر ظہر، عصر، مغرب، عشاء اور فجر کی نمازیں ادا کرنی ہیں۔ رباعی نمازیں قصر کے ساتھ پڑھنی چاہئیں۔

یوم عرفۃ ۹ ذوالحجہ کو طلوعِ آفتاب کے بعد بکثرت تلبیہ پڑھتے ہوئے میدانِ عرفات کی طرف روانہ ہونا چاہیے۔ وہاں ظہر سے پہلے پہنچ جائیں تو مسجد نمرہ یا وادئ نمرہ میں ٹھہر کر آرام کریں۔ زوال آفتاب کے بعد عرفات جا کر خطبہ یوم عرفہ سنیں، پھر ایک اذان اور دو اقامتوں کے ساتھ نماز ظہر و عصر جمع تقدیم کر کے دوگانہ ادا کریں۔ پھر قبلہ رخ ہو کر ذکر الٰہی، تلبیہ، تلاوت، درود شریف اور ہاتھ اٹھا کر دعاؤں میں مصروف رہیں۔ ''لآ إلٰه إلا اللهُ وَاللهُ أكبرُ، لآ إلٰه إلا اللهُ وَحدَهُ لا شريكَ لَهُ، لَهُ المُلكُ وله الحمدُ يُحيِيُ وَيُمِيتُ وهو عَلٰى كُلِّ شَيءٍ قَدِيرٌ'' بھی بکثرت پڑھنا ثابت ہے۔[النسائي ح:٢٩٧٤] فرمانِ نبوی ہے: اللہ تعالیٰ کے ہاں محبوب ترین کلام ہے: ''سبحان الله والحمدُ لله ولآ إله إلا الله والله أكبرُ'' دعائیں خوب کرنی چاہئیں: ''اللّٰهم أصلِحْ لي ديني الذي عِصمةُ أمري، وأصلح لي دنيايَ التِي فيها معاشي، وأصلح لي آخرتيَ التي فيها معادي، واجعلِ الحيادةَ زيادةً لي في كلِّ خيرٍ والموتَ راحةً لي من كلِّ شرٍ''أعوذُ باللهِ مِن جَهدِ البلاءِ ودرْكِ الشقاءِ وسوءِ القضاءِ وشماتةِ الأعداءِ''''اللهم إني أعوذُ بك من الهمِّ والحزنِ ومن العجزِ والكسلِ ومن الجبنِ والبخلِ ومن المأثمِ ومن غلبةِ الدينِ وقهر الرجالِ''''اللهم استُر عَوراتِي وآمِن رَوعَاتِي، واحْفَظنِي مِن بينِ يديَّ ومِن خلفي وعن يميني وعن شمالي ومِن فوقي وأعوذ بعظمتك أن أغتالَ مِن تحتي'' خشوع وخضوع کے ساتھ مسنون اذکار میں خوب مشغول رہنا چاہیے۔

وقوفِ عرفات حج کا نہایت اہم رکن ہے، پس حاجی کو انتہائی اہتمام اور عاجزی و انکساری کے ساتھ ذکر الٰہی، درود شریف اور توبہ و استغفار میں منہمک رہنا چاہیے۔ احتسابِ نفس کرتے ہوئے بقیہ زندگی میں عقیدۂ توحید پر پختگی، اتباعِ سنت کی پابندی، تقویٰ شعاری اور اللہ و رسول ﷺ کی اطاعت کا تہیہ کر لینا چاہیے۔

اللہ رب العزت اس روز بندوں پر بے تحاشا سخاوت فرماتے ہیں، جہنم سے بکثرت آزادی عطا فرماتے ہیں، بندوں کی انکساری اور گریہ وزاری پر اپنے مقرب فرشتوں کے سامنے فخر کا اظہار فرماتے ہیں۔[أحمد ٧٠٨٩]

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ''ما مِن يومٍ أكثرَ من أن يُعتِقَ اللهُ فيهِ عبدًا مِن النارِ مِن يومِ عرفةَ، وإنّه ليدنُو ثمّ يُباهي بِهم الملائكةَ فيقول: ما أراد هؤلاءِ؟'' [مسلم ح:١٣٤٨]

شیطان ان برکات وثمرات کو دیکھ کر نہایت پریشان ہو جاتا ہے۔

غروبِ آفتاب کے بعد تلبیہ پڑھتے ہوئے مزدلفہ آئیں۔ مزدلفہ کو الجمع بھی کہتے ہیں، یہاں پہنچ کر ایک اذان اور دو اقامتوں کے ساتھ نمازِ مغرب وعشاء جمع تاخیر کر کے پڑھیں۔ رات کو آرام کریں۔ خواتین اور بچوں کے لیے رات کے آخر میں منیٰ کی طرف روانگی جائز ہے۔ نمازِ فجر کے بعد مشعر الحرام کے پاس قبلہ رخ ہو کر ذکر الٰہی اور ہاتھ اٹھا کر دعاؤں میں مصروف رہیں: ﴿فَاِذَآ اَفَضْتُمْ مِّنْ عَرَفٰتٍ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ وَاذْكُرُوْهُ كَمَا هَدٰىكُمْ﴾[البقرۃ ۱۹۸] خوب روشنی پھیلنے کے بعد تلبیہ پڑھتے ہوئے منیٰ کی طرف روانہ ہوں۔

رمی میں کل 70 چنے برابر کنکریاں مارنی ہیں۔ کچھ احتیاطاً زائد چن لیں؛ کیونکہ کنکری مرمی میں نہ پہنچے، تو مزید پھینکنا ہوتا ہے۔ اور رمی کے وقت ہاتھ سے گر جائے تو رش میں اٹھا نہیں سکتے۔

وادیٔ مُحسّر سے جلدی گزریں جہاں لشکرِ ابرھہ پر عذاب آیا تھا: ﴿اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصْحٰبِ الْفِيْلِ ۝﴾

تلبیہ پڑھتے ہوئے منیٰ پہنچیں۔ حجاج کے خیموں کی طرف سے آئیں تو پہلے چھوٹا، پھر درمیانہ جمرہ آتا ہے۔ الجمرۃ العقبۃ (بڑے جمرہ) کے پاس پہنچ کر تلبیہ بند کریں۔ اور ہاتھ اٹھا کر تکبیر پڑھتے ہوئے پے در پے سات کنکریاں ماریں۔ وادی میں کھڑے ہو کر قبلہ بائیں طرف اور وادی منیٰ دائیں طرف کر کے کنکریاں پھینکنا مستحب ہے۔ کنکریاں مرمیٰ (پھینکنے کی جگہ) میں گرنی چاہئیں، اگر وہاں نہ پہنچیں تو اور کنکری پھینکیں۔

رمی کے بعد منحر میں جا کر قربانی کریں۔ جانور ذبح کرتے وقت پڑھیں: "بِسم اللہ وَاللہُ أکبرُ، اللّٰھمّ ھذا مِنکَ وَلَکَ" جانور کو بائیں پہلو پر قبلہ رخ لٹانا اور اونٹ کو نحر کرنا سنت ہے۔ فرمانِ الٰہی ہے: ﴿وَاذْكُرُوا اللّٰهَ فِيْٓ اَيَّامٍ مَّعْدُوْدٰتٍ عَلٰى مَا رَزَقَكُمْ مِّنْ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ فَكُلُوْا مِنْهَا وَاَطْعِمُوا الْبَآئِسَ الْفَقِيْرَ ۝﴾[الحج ۲۸]

قربانی آخری ایام تشریق تک جائز ہے۔ قربانی کے بعد مرد حجاج سر منڈوائیں، کترنا بھی جائز ہے۔ خواتین بالوں کے سرے سے پورے برابر کاٹ لیں۔ ﴿وَلَا تَحْلِقُوْا رُءُوْسَكُمْ حَتّٰى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهٗ﴾[البقرۃ ۱۹۶]

ان مناسک کی ادائیگی کے بعد احرام کی اکثر پابندیاں ختم ہوں گی۔ اب غسل کر کے، عطر لگا کر سلے ہوئے کپڑوں میں مکہ مکرمہ جا کر طوافِ إفاضہ کریں، اسے طوافِ زیارت بھی کہتے ہیں۔ فرمانِ الٰہی ہے: ﴿ثُمَّ لْيَقْضُوْا تَفَثَهُمْ وَلْيُوْفُوْا نُذُوْرَهُمْ وَلْيَطَّوَّفُوْا بِالْبَيْتِ الْعَتِيْقِ ۝﴾[الحج ۲۹]

طواف اور مقام ابراہیم علیہ السلام کے پیچھے دو رکعت نماز کے بعد حج تمتع والے صفا، مروہ کی سعی کریں۔ حج افراد اور قران میں طوافِ قدوم کے ساتھ سعی کی ہو، تو طواف افاضہ کے بعد سعی نہیں کرنا چاہیے۔

اس روز چار اہم کام ہیں: جمرہ عقبہ کی رمی، قربانی، سر منڈانا اور طوافِ افاضہ۔ انہیں ترتیب سے کرنا بہتر ہے اور کسی مجبوری سے بلا ترتیب بھی جائز ہے۔ ان کاموں کی تکمیل پر حاجی احرام کے احکام سے بالکل آزاد ہو جاتا ہے۔

آبِ زمزم پینا سنت ہے، اس کے بعد دعا بھی قبول ہوتی ہے۔ فرمانِ نبوی ہے: ''**إنّها مباركةٌ إنها طعامُ طُعمٍ**''[مسلم عن أبي ذر ح:٢٤٧٣] ''**ماءُ زمزمَ لما شُرِبَ له**''[ابن ماجه ح:٣٠٦٢،أحمد ح:١٤٨٤٩]

طوافِ افاضہ اور سعی کے بعد تین دن رات منیٰ میں قیام کریں۔ ان دنوں میں ذکر الٰہی، تلاوتِ قرآن، درود، استغفار اور دعاؤں میں خوب مصروف رہنا چاہیے۔ ﴿**ثُمَّ اَفِيۡضُوۡا مِنۡ حَيۡثُ اَفَاضَ النَّاسُ وَاسۡتَغۡفِرُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ ۝ فَاِذَا قَضَيۡتُمۡ مَّنَاسِكَكُمۡ فَاذۡكُرُوا اللّٰهَ كَذِكۡرِكُمۡ اٰبَآءَكُمۡ اَوۡ اَشَدَّ ذِكۡرًا**﴾ [البقرة ١٩٩-٢٠٠] ﴿**وَاذۡكُرُوا اللّٰهَ فِىۡٓ اَيَّامٍ مَّعۡدُوۡدٰتٍ**﴾[٢٠٣]

ایام منیٰ میں زوالِ آفتاب کے بعد مسجد خیف کے قریب **جمرۂ أولی** کے سامنے ہاتھ اٹھا کر تکبیر پڑھتے ہوئے پے درپے سات کنکریاں پھینکیں؛ پھر تھوڑا سا پیچھے ہٹ کر جمرہ کو بائیں طرف کر کے قبلہ رخ کھڑے ہو کر دونوں ہاتھ اٹھا کر خوب دعا مانگیں۔ پھر دوسرے جمرے پر کنکریاں پھینکیں؛ اس جمرہ کو دائیں طرف کر کے قبلہ رخ ہو کر بکثرت دعائیں مانگیں۔ پھر تیسرے جمرہ **العقبۃ** پر اسی طرح رمی کر کے واپس آئیں، یہاں ٹھہرنا ثابت نہیں ہے۔

منیٰ سے واپسی: منیٰ میں دو دن قیام کر کے کوئی واپس جانا چاہے تو ١٢ ذوالحجہ کو غروب آفتاب سے پہلے چلے جانے کی اجازت ہے، لیکن تیسرے روز بھی ٹھہر کر مناسکِ حج ادا کرنا بہت بہتر ہے۔ فرمانِ الٰہی ہے: ﴿**وَاذۡكُرُوا اللّٰهَ فِىۡٓ اَيَّامٍ مَّعۡدُوۡدٰتٍ فَمَنۡ تَعَجَّلَ فِىۡ يَوۡمَيۡنِ فَلَآ اِثۡمَ عَلَيۡهِ وَمَنۡ تَاَخَّرَ فَلَآ اِثۡمَ عَلَيۡهِ لِمَنِ اتَّقٰى وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعۡلَمُوۡٓا اَنَّكُمۡ اِلَيۡهِ تُحۡشَرُوۡنَ ۝**﴾[٢٠٣] رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو دوسرے دن جانے کی اجازت دی، لیکن آپ ﷺ نے اکثر اصحاب رضی اللہ عنہم سمیت تیسرے روز بھی قیام فرمایا، اور زوال کے بعد رمی کر کے نمازِ ظہر سے قبل وہاں سے کوچ فرمایا۔

رمی جمرات میں نیابت: قربانی اور رمی کے لیے حاجی دوسرے کو قائم مقام بنا سکتا ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ''ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حج ادا کیا، خواتین اور بچے بھی ساتھ تھے۔ ہم نے بچوں کی طرف سے تلبیہ پڑھا اور ان